رئیس احمد جعفری ندوی

عربوں کے آثار دنیائے علم وعمران میں

ایک صدی کے اندر ہی اندر عربوں نے متعدد ممالک پر قبضہ کر لیا یہاں تک کہ چین جیسے دور دراز مقام پر بھی ان کی فوجیں نظر آنے لگیں نتیجہ یہ ہوا کہ دیکھتے ہی دیکھتے ان کے نام سے دنیا کی قومیں لرزہ براندام ہو گئیں۔ ملک گیری سے جب ان کی طبیعت سیر ہو گئی تو انھوں نے علم و فن کی طرف توجہ کی اور تھوڑے عرصے میں اس میدان میں بھی وہ سب سے آگے نظر آنے لگے ایک طرف سلطنت عباسیہ کا آفتاب نصفت و اقبال مائل بہ غروب تھا تو دوسری طرف علم و حکمت کا مہر درخشاں طلوع ہو رہا تھا اور آگے چل کر حکومت مختلف ٹکڑوں میں تقسیم ہو گئی بہت سے خود مختار عناصر پیدا ہو گئے مگر علمی ترقیوں کو جب بھی فروغ حاصل رہا پہلے اگر ایک مرکز تھا تو اب علم و فن کے متعدد مراکز ہو گئے، عربوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا کہ مختصر مدت میں یونان فارس اور ہندوستان کے مختلف علوم و فنون کو عربی میں ترجمہ کر لیا ہو بلکہ انھوں نے ان میں وسعت پیدا کی، جدید اضافے کئے اور نئے نئے نظریات قائم کئے جو عمارت فرنگ کے لئے اساس کا کام دے رہے ہیں۔ فن تاریخ میں عربوں کو ایسا امتیاز حاصل تھا، کہ علمائے مغرب کے لئے وہ آج تک مایہ حیرت و استعجاب ہے۔ دوسری اقوام و امم کے مقابلہ میں عربوں کے مؤلفات کو جو ترجیح حاصل ہے۔ وہ ہر شخص کو معلوم ہے مثلاً کشف الظنون کو لیجئے جس میں کتب و فنون کے اسماء سے متعلق مفصل معلومات پیش کئے گئے ہیں۔ ان کی تعداد جن کی کتاب میں ذکر ہے، ۱۴۰۰۰ تک پہنچتی ہے اور پھر شروح و اختصارات وغیرہ متنزاد اور وہ تاریخی کتابیں جو سال و سنین کی حسن ترتیب کے اعتبار سے قابل ذکر ہیں مثلاً طبری ابن اثیر ابو الفدا یا جو اقوام و ممالک کے پیش نظر رکھ کر لکھی گئیں مثلاً مسعودی فخری، ابن خلدون وغیرہ اس قبیل کی کتابیں تو حد شمار سے خارج ہیں[1]۔ ایسے ایسے مؤلف و مصنف بھی تھے جو اپنی عبارت کی روانی و شگفتگی اور حسن استدلال کے اعتبار سے ممتاز ہیں۔ اکثر عرب مورخوں کو علماء مغرب نے جگت گرو تسلیم کیا ہے۔ یورپ کے علمی حلقے اس وقت تک ان کتابوں سے مستفید ہو رہے ہیں۔ ابن خلدون ہی کو لے لیجئے اس نے اپنی مشہور کتاب کی تالیف میں اور ترتیب میں ممالک و مساکن کا خاص طور سے خیال رکھا ہے مغرب اور اندلس کے متعلق اس نے ایسے ایسے معلومات پیش کئے ہیں۔ جہاں کوئی بھی نہ پہنچ سکا ... ... تاریخ ابن خلدون کا مقدمہ ... ... خاص اہمیت رکھتا ہے۔ یورپ کے

---

[1] زیدان تاریخ التمدن الاسلامی ج ۳ ۔ص ۹۳ ۔

مشہور عالم کا قول ہے کہ ابن خلدون کا مقدمہ فلسفہ تاریخ سے لبریز ہے۔ کوئی بھی وہاں تک نہ پہنچ سکا جہاں تک ابن خلدون کی طبع بلند پہنچی ہے بلکہ میں تو کہتا ہوں روم و یونان کے علما بھی اس کی گرد کو نہیں پہنچے۔[1]

فن جغرافیہ میں بھی عربوں کو تقدم کا شرف حاصل ہے۔ پہلے تو انھوں نے یونان کی کتابوں وغیرہ کا ترجمہ کیا۔ ترجمے کے بعد انھوں نے اس فن کو اور بھی وسیع کیا اپنے مشاہدات و تجربات سے اضافہ کیا اس لئے کہ یہ قوم خود ایک جہانگیر قوم تھی بطلیموس کی بہت سی غلطیوں کی تصحیح عربوں ہی نے کی۔[2] اور یہ عرب ہی تھے جو صحرائے افریقہ تک پہنچ گئے اور بلاد سوڈان میں بھی اپنے جھنڈے گاڑے، گذشتہ اقوام سے عرب اس باب میں بھی ممتاز ہیں۔ کہ انھوں نے فن جغرافیہ میں بہت سی کتابیں اپنے مشاہدات و تجربات سیاحت سے متعلق تالیف کیں۔ زمین کے جو نقشے بنائے ان میں بھی ایک اسلوب بدیع کے مالک ہوئے ان کے لئے یہ فخر کافی ہے کہ کرہ پر نقشہ کھینچنے کا اصول سب سے پہلے انھیں نے معلوم کیا خط نصف النہار کا طول البلد درجہ معلوم کرنے میں بھی عرب ہی سب سے اول رہے۔ مشہور عرب جغرافیہ دانوں میں مسعودی، بیرونی اور یسی یاقوت مقریزی، قزوینی اور ابن بطوطہ سے ہر شخص واقف ہے۔ ان سب میں ادریسی کی وہ شخصیت تھی کہ بارہویں صدی عیسوی میں تو اس کا کوئی ہم پایہ پیدا نہیں ہوا، ادریسی ہی نے روجر بادشاہ صقلیہ کی فرمائش سے ایک کتاب "نزہۃ المشتاق فی اختراق الآفاق" تالیف کی جس میں بلاد و ممالک کا نہایت تفصیلی تذکرہ تھا اس کے علاوہ اس نے روجر کے لئے ایک نقشہ بھی تیار کیا تھا[3] جس میں اس زمانے کے قابل ذکر اقالیم کو دکھایا گیا تھا، ادریسی کی وہ شخصیت ہے کہ جو جغرافیہ اسلام اور جغرافیہ فرنگ کے درمیان حد اتصال کی حیثیت رکھتی ہے کتاب تراث الاسلام[3] میں ہے کہ:-

"بادشاہ روجر کا ایک مسلمان عالم سے جغرافیہ پر کتاب لکھانا اور نقشہ بنوانا اس بات کا ثبوت ہے کہ مسلمان اس زمانے میں علمی اعتبار سے اپنے تمام اقران و اماثل میں ممتاز تھے"

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عرب بس نقل و ترجمے کے ماہر تھے علوم و فنون میں انھیں براہ راست کوئی دسترس حاصل نہیں تھی یہ تحقیق اینق انہی "یورپ" زدہ حضرات سے ظہور میں آتی ہے جن کا سارا علم و فن رہین منت ہوتا ہے، استادان فرنگ کے یا بہار سے وہ نوجوان اس قسم کے اقوال کا اظہار کرتے ہیں۔ جو فرنگیت سے مرعوب و متاثر ہیں ورنہ اس قول کا مہمل ہونا بالکل ظاہر باہر ہے۔ وہ فرنگی علما، جن کو خدا نے عدل و انصاف کا مادہ دیا ہے اس کے علی الاعلان معترف ہیں۔ کہ عربوں نے نقل و ترجمے میں اپنی مہارت کا جو ثبوت دیا ہے اس سے کہیں زیادہ خود انھیں علوم و فنون میں دستگاہ تھی۔

یونانی سریانی کلدانی وغیرہ میں طب پر جو مسالہ تھا پہلے تو عربوں نے اسے حاصل کیا پھر اس فن میں انھوں نے تغیر و تبدل کیا اور حک و اصلاح سے کام لیا، بلکہ اضافہ و ایزاد کے بھی نہایت بے بہا موتی چھوڑے کتاب تراث الاسلام میں ہے۔

عربوں نے طب اسلامی میں کافی اضافہ کیا اور ان کا یہ اضافہ تجربہ پر مبنی تھا جو اس کا ثبوت ہے کہ وہ طب سے رسمی اور نظری طور سے ہی نہیں واقف تھے بلکہ عملی حیثیت سے بھی اس میں کافی ممتاز تھے۔"

---

[1] زیدان تاریخ التمدن الاسلامی ج ۳ ص ۱۸۱ [2] انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا مادہ ۱۸ ص ۱۹۵ [3] کتاب تراث الاسلام

اس بیان سے ان لوگوں کی تسکین ہو جانی چاہئے جن کے خیال میں عربوں کا علم طب نظری تھا، اس فن میں ان کے بڑے قیمتی مولفات بھی ہیں، مثلاً ابن سینا کا قانون اور ابوالقاسم خلف بن عباس زہراوی اندلسی کی کتاب التصریف وغیرہ ان کتابوں سے فرنگیوں نے اپنی نہضت جدید میں بڑے بڑے فائدے اٹھائے اٹھارویں صدی عیسوی تک عربوں کی بعض کتابیں یورپ کی یونیورسٹیوں کے نصاب تعلیم میں داخل رہیں ۔ عربوں میں جن لوگوں نے فن طب میں غیر معمولی مہارت حاصل کی بہت ہیں جسے تفصیل مطلوب ہو طبقات الحکماء تراجم الحکما، اور کشف الظنون وغیرہ کی طرف رجوع کرے یہ بات بہرحال ثابت ہے کہ طب اور صیدلہ میں عربوں نے نمایاں حیثیت حاصل کر لی تھی، ایک افسر اعلیٰ طلبہ کا امتحان لیتا تھا، ممتاز طالب علموں کو بھی انعام ملتا تھا چنانچہ صرف بغداد میں بزمانہ خلیفہ مقتدر باللہ ان کی تعداد آٹھ سو تک پہنچ گئی تھی ۔ اور ان میں ستر افراد مستثنیٰ تھے جو خدمت سلطانی کے لئے معمور تھے اس فن میں صرف مردوں ہی کو کمال نہیں تھا ۔ بلکہ عورتیں بھی مردوں کے دوش بدوش نظر آتی تھیں مثلاً اخت حفید اور اس کی دونوں بیٹیاں ان عورتوں کو خاص طور سے عورتوں کے معالجہ میں کمال حاصل تھا ۔[۳]

موجودہ زمانہ میں جو طریقہ رائج ہے عرب اس سے بے خبر نہ تھے ان کے ہاں بھی باقاعدہ نبض دیکھی جاتی تھی، پیشاب کا معائنہ کیا جاتا تھا اور لوگ حکماء یونان کے افکار و آراء پر داد تحقیق و تنقید بھی دیتے تھے یونانی کتابوں پر انھوں نے حاشیے لکھے تعلیقیں تیار کیں مفید اور مناسب اصلاحات کیں ان کے علاوہ اور متعدد طریقوں سے وہ اس فن کو جلا دیتے رہتے تھے وہ عرب ہی تھے جنھوں نے طب میں کلوروفارم جیسی چیزوں کو معالجہ کے لئے ضروری قرار دیا جس طرح آج کل جراحت کے لئے داغ دینا ایک ضروری سمجھا جاتا ہے ۔ اسی طرح وہ بھی کرتے تھے عربوں ہی نے سب سے پہلے مرض سل میں ناخنوں کے ٹیڑھا ہو جانے کو ایک علامت کی صورت میں معلوم کیا یرقان اور ہیضہ کا علاج دریافت کرنے میں عربوں ہی کو شرف اولیت حاصل ہے ۔ جنون کے مرض میں افیون کے فوائد کا انکشاف بھی عربوں ہی کا رہین منت ہے نزاف (بہتے ہوئے خون کو روکنے) کے لئے ٹھنڈے پانی کا تریڑا دینا عربوں ہی کی ایجاد ہے ۔ مثانہ اتر جانے کی صورت میں اسے بٹھانے کے لئے وہ بھی وہی طریقہ استعمال کرتے تھے، جو آجکل رائج ہے ۔ اس طرح جذام، چیچک، خسرہ وغیرہ کی شکل و صورت اور خصائص وغیرہ کے متعلق عربوں نے تجربی سرمایہ پیدا کیا ۔

طب کے درس اور مریضوں کے علاج کے لئے ایک خاص عمارت مخصوص ہوتی تھی ۔ جس کو "بیمارستان" کہتے تھے اور جس طرح آج کل لوگ طبی درسگاہوں سے لوگ سند فراغت حاصل کر کے نکلا کرتے تھے وہاں سے بھی وہ طبابت کی سند لے کر نکلا کرتے تھے ۔
علاج کے لئے جو عمارت مخصوص ہوتی تھی اس میں ہر قسم کا ضروری سامان اور آلات موجود رکھنے کا کافی انتظام تھا ۔
"نرسنگ کے لئے ملازم، تیمار داروں (خدام) کی ایک جماعت ہر وقت موجود رہتی تھی ۔ جو امراض ان کے زمانہ میں معروف

---

۱ ابن ابی اصیبعہ ۔ طبقات الاطباء ج ا ص ۲۲۲ ۲ ابن ابی اصیبعہ طبقات الاطباء ۳ زیدان تاریخ التمدن الاسلامی ج ۳ ص ۱۸۰

تھے ان کے علاج کے لئے الگ الگ وارڈ (غرفہ) تھے [1]

علم الجراحت سے متعلق تحقیق و انکشافات کا سہرا زکریا رازی کے سر ہے اور ان لوگوں میں جنھوں نے عمل بالید سرجری اور آلات وغیرہ کے استعمال میں خاص مہارت حاصل کر لی تھی ابوالقاسم خلف بن عباس الزہراوی کو خاص امتیاز حاصل [2] ہے۔

صیدلۃ دواسازی اور جڑی بوٹی کی تحقیق و تفتیش پر بھی عربوں نے خاص طور پر اپنی توجہ مبذول کی اور چنانچہ ہندوستان اور دوسرے ممالک سے اس بارے میں نہایت وسعت قلب سے انھوں نے فائدہ اٹھایا یورپ تک کو اس کا اعتراف ہے۔ کہ فن دواسازی کے بانی ہونے کا فخر عربوں ہی کو حاصل [3] ہے۔ یورپ میں آج بھی بہت سی جڑی بوٹیاں انھیں ناموں سے معروف ہیں جو عربوں کے رکھے ہوئے ہیں۔

فن کیمیا کے بہت سے مرکبات عربوں ہی کی بدولت عالم وجود میں آئے عمل تقطیر، عمل تشریح، عمل تذویب، بخارات بنا کے عرقوں کی کشید، قلمیں بنانا، الکحل تیار کرنا یہ سب وہ چیزیں ہیں جنھیں پہلے پہل عربوں نے ہی جانا پہچانا بہت سے معدنی تیزاب اور نباتاتی قلویات، الکحاری چیزیں، اور معدنی قلویات عربوں نے معلوم کیں، ان تمام چیزوں میں وہ مجتہدانہ نظر رکھتے تھے بہت سے قدیم کیمیاوی نظریات کو انھوں نے باطل کر دکھایا، ارباب نظر سے یہ بھی پوشیدہ نہیں کہ پارہ و مرکب کی صورت میں عربوں ہی نے پیش کیا ابن اثیر کا قول ہے کہ عربوں نے بعض ایسی دوائیں ایجاد کیں کہ اگر وہ لکڑی پر جاری کی جائیں تو آگ ان پر اثر نہیں کرتی تھی۔ شیشہ کی صنعت میں بھی عربوں نے اپنے کمال کا سب سے اعتراف کرایا۔ یہ بھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ علم نباتات میں بھی عربوں نے ایک استاد کی حیثیت اختیار کر لی تھی اس علم میں ابن بیطار اور رشید الدین ابن الصوری غیر فانی شہرت کے مالک ہیں۔ موخر الذکر کو اس فن کی تحقیق و تجسس کا یہاں تک سودا تھا کہ "ان کے ساتھ ہمیشہ ایک مصور رہتا تھا۔ جب وہ گھاس پات اور جڑی بوٹیوں کی تلاش کے لئے نکلتے تو مصور کے پاس ہر طرح کے رنگ اور مسالے موجود رہتے تھے جب رشید الدین ایسے مقامات پر پہنچتے تھے جہاں نباتات کی فراوانی ہوتی تھی۔ تو اس کا مشاہدہ کرتے تھے تحقیق کرتے تھے پھر مصور کو دکھاتے تھے مصور اس کے رنگ پتیوں کی تعداد، شاخوں اور جڑوں کا پورا پورا اندازہ کر کے بالکل اسی طرح اس درخت کی تصویر کھینچتا تھا اور ہو بہو اس کی نقل اتار کے رکھ دیتا تھا، اس سلسلہ میں رشید الدین نے نہایت دلچسپ طریقہ اختیار کیا تھا یہ کہ وہ پہلے مصور کو پودے کی ابتدائی شکل دکھاتے تھے۔ پھر اس کی ترو تازہ صورت کی طرف متوجہ کرتے تھے اور مصور اس کی تصویر لے لیتا تھا۔ پھر جب وہ پودا بڑھ جاتا تھا اس میں دانے آجاتے تھے تو پھر اس کی تصویر لی جاتی تھی پھر جب وہ پودا خشک ہو جاتا اور گرنے کے قریب ہوتا تھا، تو پھر اس کی تصویر لی جاتی تھی اس تحقیق کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ پڑھنے والا یہ محسوس کرتا کہ وہ بچشم خود پودے کی اس نشوونما اور تغیر و تبدیلی کا معائنہ کر رہا ہے ظاہر ہے

---

[1] ابن ابی اصیبعہ طبقات الاطباء ج ۱ ص ۱۸۳ [2] ڈاکٹر احمد عیسیٰ الطب والجراحت عند العرب ص ۴، ۵

[3] زیدان تاریخ التمدن الاسلامی ج ۳ ص ۱۸۱